Lesson 5: Nahl (Ayaat 80- 95): Day 19

سُوۡرَۃُ النَّحل کی تفسیر

يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٣﴾

یہ خدا کی نعمتوں سے واقف ہیں۔ مگر (واقف ہو کر) اُن سے انکار کرتے ہیں اور یہ اکثر ناشکرے ہیں۔

یہ رحمان کا 'کمنٹ' ہے۔ اللہ بتاتا ہے کہ اکثر لوگ نعمتوں کو پاکر ناشکرے ہو جاتے ہیں۔ جتنی بڑی شادی اتنی ہی زیادہ نافرمانی، لوگ کہتے ہیں کہ اگر مرد عورتوں کو علیحدہ علیحدہ کر دیا تو شادی کا سارا حسن ہی ختم ہو جائے گا۔ کیا ساری خوشیاں، ساری نعمتیں نافرمانیوں کے ساتھ ہیں۔ شیطان ہمیں اس طرح کے دھوکے دیتا ہے کہ جتنا اللہ تعالیٰ کی زیادہ نافرمانی کرو گے، اتنا زیادہ خوش رہو گے۔

یہ جو آج بیماریاں ہیں پریشانیاں ہیں، جن کی کوئی وجہ سمجھ نہیں آتی جس کو ہم کہہ سکتے ہیں کہ کھاتے پیتے بھوکے۔ جتنی آج کے دور میں بیماری اور پریشانی ہے، یہ ہمارے کفارے ہیں۔ اگر آج کے ماحول میں بیمار ہوتے ہیں تو شکر کریں۔ ہم اللہ کی نعمتوں کو پاکر ایسے ایسے کام کر جاتے ہیں، تو پھر اللہ اگر ہمیں دنیا میں سزا نہ دے تو قبر میں جاکر پوچھے گا، تو بہتر ہے کہ ہم دنیا میں ہی پاک ہو جائیں۔ آج بھی زندگی کو آسان اور صاف ستھرا رکھیں تو اللہ تعالیٰ بہت ساری چیزوں سے بچا کے رکھے گا۔ لیکن ہمیشہ اپنے معاملے کو سوچیں کہ کیا میں منکر تو نہیں ہوں کسی نعمت کو پاکر میں نافرمان تو نہیں ہو جاتی۔

کتنی بڑی بات ہے کہ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ آپ پہچان گئے کہ یہ میرا گھر ہے لیکن آپ اس میں داخل نہیں ہو رہے يُنْكِرُوْنَهَا بلکہ آپ کسی اور دروازے پر چلے گئے۔ کیا آج انسانیت دنیا میں رہتے ہوئے اللہ کے ساتھ ایسے ہی معاملہ نہیں کر رہی؟ ناشکریوں سے بچنا ہے۔ ابن ابی حاتم کی ایک روایت ہے کہ

ایک اعرابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا پھر اس کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی کہ اللہ تعالی نے تمہیں رہنے سہنے کے لیے گھر، مکانات اور جگہ دی، اس نے کہا سچ ہے، پھر آپؐ نے پڑھا کہ اس نے تمہیں چوپایوں کی کھالوں کے خیمے دیئے، اس نے کہا یہ بھی سچ ہے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان آیتوں کو پڑھتے گئے اور وہ ہر نعمتوں کا اقرار کرتا گیا۔ آخر میں پڑھا اس لئے کہ تم مسلمان اور مطیع ہو جاؤ کہ تم سارے مسلمان ہو جاؤ، اس وقت وہ پیٹھ پھیر کر چلا گیا ، پھر یہ آیت اللہ تعالی نے اتار دی کہ اقرار کے بعد انکار کر کے کافر ہو جاتے ہیں۔ وہ تو اعرابی تھا، ہم تو پڑھے لکھے لوگ ہیں۔

آج سے نیت کیجئے کہ جس دن گھر میں کوئی نئی چیز آئے کھانے پینے، یا پہننے اوڑھنے کی کوئی چیز آئے، اس دن اللہ تعالی کا ایک بار شکر ادا کریں اے اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تو نے مجھے یہ نعمتیں دیں۔ نعمت پانے کے بعد میں تیرا فرمابردار رہوں۔ ہم جتنا زیادہ اللہ تعالی کے فرمانبردار ہوں گے تو وہ ان نعمتوں کو بڑھائے گا۔ سچی بات ہے کہ ہمیں اللہ سے لینا ہی نہیں آتا اگر ہم اللہ سے لینے والے بن جاتے تو اللہ کی ذات ہمارے لئے آسمان سے رزق برساتا۔ اب اگلی آیتوں میں کچھ قیامت کے دن کی گواہیاں ہیں۔ صرف دنیا تک ہوتی تو بات بھی تھی اصل بات یہ ہے کہ یہ دنیا نہیں ہے۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿٨٤﴾

اور جس دن ہم ہر اُمت میں سے گواہ (یعنی پیغمبر) کھڑا کریں گے تو نہ تو کفار کو (بولنے کی) اجازت ملے گی اور نہ اُن کے عذر قبول کئے جائیں گے

اور یہ بھی نوٹ کر لیں کہ شہادت حق کا یہ مضمون اس سورت میں دو بار آرہا ہے۔ آگے آیت نمبر 89 میں بھی یہی بات آئے گی۔ اس سے پہلے اس موضوع پر ہم سورۃ بقرہ آیت 143 میں بات بھی کر چکے ہیں۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ اور اسی طرح سورۃ نساء کی آیت نمبر 41 میں بھی کہ جس کے بارے میں وہ معروف آیت سن چکے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود سے کہا کہ مجھے تلاوت سناؤ اور جب اس آیت پر پہنچے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے۔ سورۃ الاعراف آیت نمبر 6 میں ہم پڑھ چکے ہیں فَلَنَسْــَٔـلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْــَٔـلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٦﴾ تو جن لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجے گئے ہم ان سے بھی پرسش کریں گے اور پیغمبروں سے بھی پوچھیں گے۔ ہماری طرف بھی رسول بھیجے گئے ہیں۔

ایک حدیث کا خلاصہ ہے، صحابی کا قول ہے کہ جس کو قرآن پہنچ گیا اس کو نبیؐ کا فرمان پہنچ گیا۔ وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا اور جس دن ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ اٹھائیں گے۔ اور وہ اُس قوم کا نبی ہو گا، پیشی ہو گی، یوں کہہ لیں کہ اُمت کے رسول قیامت کے دن عدالت میں سرکاری گواہ کی صورت میں پہنچیں گے۔ اللہ پوچھے گا آپکو جو پیغام دیا تھا وہ آپ نے لوگوں تک پہنچا دیا۔ وہ کہے گا پہنچا دیا اور پھر اللہ تعالی اس پر لوگوں سے گواہی طلب کرے گا۔ کیا نوح اور موسی نے پیغام پہنچا دیا۔ ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا پھر کافروں کو تو بولنے کی اجازت بھی نہیں ملے گی۔ آج تو وہ بہت بولتے ہیں، کبھی خلاف بولتے ہیں کبھی مرضی کی باتیں کرتے ہیں۔ تو وہ وہاں بول بھی نہیں سکیں گے۔ بلکہ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ان کو وہاں عذر پیش کرنے کا موقع بھی نہیں دیا جائے گا۔ یہ نہیں کہا جائے گا کہ کیا آپ اپنی صفائی میں کچھ بولنا چاہتے ہیں۔ دنیا کی عدالتوں میں ایسے ہی جملے ہوتے ہیں لیکن وہاں نہیں ہوں

گے یہاں دیکھے لفظ یُؤْذَنُ اذن سے ہے، اجازت، لیکن یُسْتَعْتَبُوْنَ کا لفظ نیا ہے، جس کو پیچھے ہم نے عتاب کے رنگ میں پڑھا ہے۔ عتاب پکڑ کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالی کی طرف سے ایک ڈانٹ ہوتی ہے۔ عذاب یعنی جو اللہ تعالی نے کہا وہ کر دیا، لیکن عتاب ہوتا ہے کہ کروں گا۔ جیسے اکثر ہم بچوں کو ڈراتے ہیں قیامت کے دن ان کو کوئی موقع نہیں دیا جائے گا کہ آپ کے پاس کیا عذر تھے۔ دنیا میں ہم فوراً عذر تیار کر لیتے ہیں، نماز لیٹ ہوئی عذر، مہمان آ گئے، بغیر سوچے عذر ڈھونڈ لیتے ہیں۔ ہم دوسروں کے نام پر اپنے آپ کو سرخرو کرتے ہیں۔ غلطیاں ہماری ہوتی ہیں لیکن نام دوسروں کے لگا دیتے ہیں۔

لیکن قیامت کے دن لوگوں کو اتنی بھی مہلت نہیں ملے گی کہ وہ اپنا عذر پیش کریں۔ ایک اور بھی اس کا مفہوم پیش کیا گیا ہے۔ یُسْتَعْتَبُوْنَ کہ وہ توبہ نہیں کر سکیں گے۔ آج دنیا میں توبہ کر لیں، آج دنیا میں اپنے عذر پیش کر لیں، قیامت کے دن کوئی عذر پورا کرنے کا موقع نہیں دیا جائے گا۔ وہاں کوئی حجت نہیں پیش کر سکیں گے۔ اتمامِ حجت ہو چکے گا۔ ہم نے مکہ والوں کو نبی دیا، نہیں مانا، ناشکری کی، احسان فراموشی کی۔ اللہ تعالی کہتا ہے بھاگ جاؤ۔ قیامت کے دن وہ کچھ بھی نہیں کہہ سکیں گے کیونکہ ان کے جرائم کھلے عام دکھ رہے ہوں گے۔ قابل تاویل قسم کی شہادتوں سے ثابت ہو رہا ہو گا کہ یہ مجرم ہے۔ شہادت تو وہ پیش کرتا ہے جس کا جرم ڈھکا چھپا ہو۔ وہاں کچھ نہیں چلے گا کہ چلو معافیاں مانگ لو، صبر کر لو۔ پہلی بات کہ گناہ کرو نہ، اگر کر بھی لو تو اس کے بعد ہمارے پاس کتنے دروازے کھلے ہیں۔ استغفار کر لو، صدقہ دے دو، گناہ کو بدل کر نیکی کر لو، آگے اچھے کام کر لو، موت سے پہلے پہلے ہمارے پاس بہت وقت ہے۔ لیکن وہاں کچھ نہیں ہو گا۔ ایسے لوگ وہاں کھڑے ہوں گے، اپنے ہاتھ چبائیں گے۔ ایک بندہ جب دنیا میں اپنا کام خود نہیں کر سکتا تو پھر وہ دوسروں کی مدد چاہتا ہے۔ جب قیامت

کے دن ان کی اپنی کچھ نہیں چلے گی تو پھر یہ ان کو بلائیں گے جن کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ جن کو بڑا سمجھتے تھے یا جن سے مرعوب تھے۔

وَإِذَا رَءَا ٱلَّذِينَ ظَلَمُوا۟ ٱلْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿٨٥﴾

اور جب ظالم لوگ عذاب دیکھ لیں گے تو پھر نہ تو اُن کے عذاب ہی میں تخفیف کی جائے گی اور نہ اُن کو مہلت ہی دی جائے گی۔

یہاں ظالم سے مراد ناشکرے ہیں۔ اور ان کے ساتھ کیا ہو گا فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ ان سے ہلکا نہ کیا جائے گا، عذاب میں کوئی کمی بیشی نہ کی جائے وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ اور ان کو مہلت نہ دی جائے گی۔ يُنظَرُونَ مفعول ہے، شاید مجھے کوئی مہلت مل جائے، شاید میں اس سے بچ جاؤں۔ یہاں يُنظَرُونَ کا معنی مہلت یا ڈھیل ہے۔ ان کے لئے کوئی راستہ ہی نہیں ہے

وَإِذَا رَءَا ٱلَّذِينَ أَشْرَكُوا۟ شُرَكَآءَهُمْ قَالُوا۟ رَبَّنَا هَٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا ٱلَّذِينَ كُنَّا نَدْعُوا۟ مِن دُونِكَ ۖ فَأَلْقَوْا۟ إِلَيْهِمُ ٱلْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَٰذِبُونَ ﴿٨٦﴾

اور جب وہ لوگ جنہوں نے دنیا میں شرک کیا تھا اپنے ٹھیرائے ہوئے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے "اے پروردگار، یہی ہیں ہمارے وہ شریک جنہیں ہم تجھے چھوڑ کر پکارا کرتے تھے" اس پر اُن کے وہ معبود انہیں صاف جواب دیں گے کہ "تم جھوٹے ہو"

خود کو میدان محشر میں تصور کریں، وہاں کھڑے ہیں، کوئی کھڑکی نہیں کھل رہی۔ دنیا میں تو ہم کہتے ہیں کہ کوشش کر کے دیکھ لو، لیکن وہاں یقین ہے کہ کوئی کام نہیں ہو گا۔

قیامت کے دن جب وہ کام نہیں ہو گا تو یہ سوچیں گے کہ کوئی اور لوگ ہماری مدد کریں گے۔ اب ان کو وہ لوگ نظر آئیں گے جن کی دنیا میں یہ پوجا کرتے تھے لیکن وہ اچھے لوگ تھے۔ کیا کہیں گے وہ ان کو قَالُوۡا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيۡنَ كُنَّا نَدۡعُوۡا مِنۡ دُوۡنِكَ‌ۚ کہیں گے اے ہمارے رب یہی ہیں وہ ہمارے شریک جن کو ہم تیرے سوا پکارتے تھے۔ عبد اللہ شاہ غازی، عبد القادر جیلانی، کسی کو داتا کہتے تھے کسی کو کرنی والا، مشکل کشا اور دستگیر کہتے تھے۔ یہ نیک بزرگ جنہوں نے خود نہیں کہا کہ ہماری پوجا کرو۔ انہوں نے نیکیاں کیں، اللہ نے ان کی نیکیوں پر ان کو عزت دے دی۔ لوگ ان سے محبت کرنے لگے۔

دنیا میں جو معبود پوجے جاتے ہیں وہ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ ہیں جو خود بھی بھٹکے ہوئے ہیں۔ دنیا میں درگاہیں اور قبریں بنا کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہاں لوگوں کو بلواتے ہیں اور بھنگیں پیتے ہیں اور نہ جانے وہاں کیا پیری مریدی ہوتی ہے۔ وہ تو وہاں پکڑے جائیں گے، لیکن دوسرے وہ نیک لوگ جن میں سب سے پہلے حضرت عیسٰی ہیں۔ انہوں نے نہیں کہا تھا کہ مجھے اللہ کا بیٹا بناؤ اور فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بناؤ؛ اور اسی طرح اس میں آج کے سب نیک بزرگ۔ قیامت کے دن جب وہ دیکھیں گے کہ اللہ ان کو بڑے نیک اور بلند درجہ دے رہا ہے تو مشرکین ان کو دیکھ کر کہیں گے کہ اللہ یہ وہ ہے جن کو ہم پوجتے تھے اور ان کی قبروں پر چڑھاوے چڑھاتے تھے، گلاب کی پتیاں چھڑکتے تھے، گلاب کے عرق سے ان کی قبروں کو دھوتے تھے ان کو پکڑ لے۔:

اب سوچئے کہ یہ ان کو دیکھ کر کیا کہے رہے ہیں فَاَلۡقَوۡا اِلَيۡهِمُ الۡقَوۡلَ اِنَّكُمۡ لَـكٰذِبُوۡنَ‌ۚ (یہ ان بزرگوں کا جملہ ہے) تو وہ یہ بات ان ہی کی طرف پھینک دیں گے کہ یہ تم ہی جھوٹ بول رہے ہو۔ یہ ہستیاں ان

کی بات جھٹلائیں گی کہ اللہ یہ جھوت بولتے ہیں۔ ہم نے ان کو نہیں کہا تھا کہ ہماری قبروں پہ آ کے بیٹھنا ۔یہ مقدس، نیک اور بزرگ لوگ تھے۔ یہ کہہ دیں گے کہ اللہ ہم نے تو ان کو کبھی نہیں کہا تھا کہ تم یہ کرو۔

سورۃ مائدہ میں یہی انداز تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی قیامت کے دن کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ میں نے تو ان کو نہیں کہا تھا کہ مجھے اللہ کا بیٹا بنالو۔ اس دن مشرکوں کے ساتھ کیا ہو گا۔ تو دنیا میں یا تو حرام کے کام جمع کر کے کسی کی آس پہ لگے ہیں، تو وہاں آکر سب انکار، اظہار برأت کر دینگے کہ ہمارا تم سے کوئی تعلق نہیں۔ سورۃ یونس آیت نمبر 28 اور 29 میں بھی ہم پڑھ چکے ہیں وہ لوگ کہیں گے کہ تم نے ہماری کب عبادت کی۔ ہم نے تمہیں کب کہا تھا۔ وہ لوگ جو فوت ہو چکے ہیں، ان کی قبر پر ہزاروں زائرین جائیں، ان لوگوں کو کیا پتہ چلتا ہو گا کہ ہماری قبروں پر کتنے میلے لگے ہیں۔ یہ تو ایک برزخ کا پردہ ہے جو ان کے بیچ میں ہے۔ اب ان مشرکوں کی حالت کیا ہو گی کیونکہ انہوں نے تو انکار کر دیا؛

وَأَلْقَوْا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٨٧﴾ اور اس دن خدا کے سامنے سرنگوں ہو جائیں گے اور جو طوفان وہ باندھا کرتے تھے سب اُن سے جاتا رہے گا۔

جب دیکھیں گے ہمارے بزرگ اور ہمارے بڑے تو ہم سب سے بیزار ہیں تو پھر وہ سب کے سب اس روز اللہ کے حضور عاجزی پیش کریں گے۔ آج اللہ سے دوستی کریں گے، صلح پیش کریں گے، سرینڈر کر کے خود کو آگے کریں گے۔ کیونکہ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ان کے وہ عقائد جو وہ گھڑا کرتے تھے سب گم ہو گئے۔ سب معبود تو چلے گئے، جو ان مقدس ہستیوں کے بارے میں ان کے عقائد اور

نظریات تھے کہ وہ ہمیں عذاب سے بچالیں گے، اللہ کی پکڑ سے بچالیں گے وہ سب تو ختم ہو گیا۔ اس وقت ان کے ہاتھوں کے طوطے اڑیں گے اور ان کو فکر لگے گی۔ تو ایسے لوگوں کے ساتھ کیا ہو گا؟

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾

جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) خدا کے رستے سے روکا ہم اُن کو عذاب پر عذاب دیں گے۔ اس لیے کہ شرارت کیا کرتے تھے

بندہ ناشکری کر کے خود کفر کرتا ہے۔ آج لوگ قرآن پڑھنے نہیں آتے وہ دوسرے کاموں میں جاتے ہیں۔ لوگ عید پارٹیوں میں، سالگرہ میں بہت جاتے ہیں لیکن قرآن کی کلاس میں نہیں آتے۔ ایک سسٹر نے اپنے گھر میں درس رکھوایا اور بڑے تپاک سے لوگوں کو درس میں آنے کی دعوت دی کہ چلو استاذہ شہر میں آئی ہوئی ہے تو ہم بھی فائدہ اٹھالیں۔ انہوں نے عید کا نام لے کر درس کیا۔ لیکن بہت تھوڑے لوگ آئے تو وہ بہت مایوس ہوئیں۔ کہنے لگیں کہ اسی گھر میں میں عید پارٹی رکھتی تھی تو سب آتے تھے لیکن آج درس رکھا تو کوئی نہیں آیا۔ جو چند خواتین آئی تھیں اُن میں سے ایک کہنے لگیں کہ میں اپنے گھر میں اکثر بچوں کے لیے پروگرام ارینج کرتی رہتی ہوں کہ بہت لوگ آتے ہیں۔ میں نے ایک موقع پر سوچا کہ چلو بچوں کو بلواتی ہوں اور ساتھ میں کچھ ایکٹیویٹی کرواتی ہوں۔ ایک میلہ ٹائپ دعوت کی تھی۔ میں نے صرف پانچ پاونڈ ٹکٹ رکھے تاکہ مجھے پتہ چل جائے کہ کتنے لوگ آرہے ہیں، تاکہ میں بچوں کے لیے کچھ بیگز بنالوں۔ کہنے لگیں صرف پانچ بچے آئے اور کچھ لوگ مجھے مجھے کہنے لگے کہ تم نے پانچ پاؤنڈ بہت زیادہ رکھے ہیں اور یہ وہ فیملی ہیں جو کروڑپتی ہیں۔ یہ مزاج ہے آج ہماری اُمت کا، تو پھر ہم اللہ سے کس سلوک کی توقع رکھیں؟

یہی بات ادھر کہی جا رہی ہے کہ جب باہر کی چیزیں اتنی پُر کشش ہو جاتی ہیں تو لوگوں کو روکھا پھیکا دین اچھا نہیں لگتا۔ زِدۡنٰهُمۡ عَذَابًا فَوۡقَ الۡعَذَابِ ہم ان کے عذاب کو دوگنا کر دیں گ، عذاب کے اوپر، کیونکہ بِمَا كَانُوۡا يُفۡسِدُوۡنَ کہ وہ فساد جو کرتے تھے۔ دوگنا عذاب اس لیے ہے کہ ایک تو اُن کا اپنا نہ آنا اور دوسرا دوسروں کو روکنے کا۔ حدیث میں آتا ہے کہ جس نے لوگوں کو خیر کی طرف بلایا، اس کام کو کرنے والے کا اجر اس کو بھی ملے گا۔

یہی اصول اللہ کا گناہ کے لیئے ہے۔ کوئی کسی کو انفارمیشن دیں، کوئی سیل کی، کسی فلم کی تو دس دفعہ سوچیں کہ اگر کوئی میرے اس جملے پر وہاں چلا گیا تو صرف رغبت دلانے سے وہ سارا وبال میرے اوپر پڑے گا۔ گناہوں کی چیزوں اور گناہوں کی محفلوں میں ایسے بھولے بن جائیں کہ ہم کچھ جانتے ہی نہیں۔ غلط بات کی ایک دفعہ دعوت دیں وہ مانیں گے لیکن آپ ان کو دین کی دس دفعہ دعوت دیں تو نہیں مانیں گے۔ سو ہی جاتے ہیں۔ ہم رمضان کے بعد اتنا گہرا سوتے ہیں کہ ہماری تھکن پوری نہیں ہو رہی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ دوسروں کو بھی روکنے کا عذاب ملے گا۔

ہر بندہ اپنے معاشرے پر اپنے ماحول پر اثر ڈال رہا ہے۔ اس لیے فکر کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے آپ کو چیک کریں۔ میرے کہنے سے لوگ نیکی کی طرف آتے ہیں یا میرے کہنے پر لوگ گناہوں کی طرف آتے ہیں۔ نعمتوں کو پانے کے بعد دو قسم کے رویے سامنے آتے ہیں۔ یا تو لوگ جانتے بوجھتے انکار کر دیتے ہیں، ماننا ہی نہیں چاہتے اور بعض ایسے ہیں کہ سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا، ان کو نیکی کرنی ہے۔ ایسے لوگوں کو پھر وہ عذاب ہے۔ نہ توبہ کا موقع ملے گا۔ چلتے ہی جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو مستقل عذاب

میں رہیں گے۔ اس لئے ان آیتوں کو سنتے وقت ہم دعا کریں کہ اللہ ہمارے ذریعے سے کسی کو دین پہ لے آ۔ وہی مضمون جو پیچھے گزرا ہے دوبارہ آ رہا ہے۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ﴿٨٩﴾

اور (اس دن کو یاد کرو) جس دن ہم ہر اُمت میں سے خود اُن پر گواہ کھڑے کریں گے۔ اور (اے پیغمبر) تم کو ان لوگوں پر گواہ لائیں گے۔ اور ہم نے تم پر (ایسی) کتاب نازل کی ہے کہ (اس میں) ہر چیز کا بیان (مفصل) ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے

اگر ہم عَلَيْهِمْ مِّنْ أَنْفُسِهِمْ ، ان کے خلاف انہی میں سے، تو اس جُملے سے خوف آتا ہے۔ یہ ایسے ہے کہ جیسے یہاں آپ سب کی دوستی ہے لیکن قیامت کے دن آپ میں سے ہی کوئی کھڑی ہو جائے اور آپ میں سے کسی کے خلاف گواہی دے کہ یہ تھی جو میری توجہ اِدھر اُدھر لے جاتی تھی۔ یہ تھی جو مجھے اِدھر اُدھر کے پیغام پاس کرتی تھی۔ قیامت کے دن ہم ایسے دوستوں کی شکل بھی دیکھنے سے بیزار ہو جائیں گے۔ ہمیں ایسے لوگوں سے نفرت ہو جائے گی جن کی وجہ سے ہم اللہ کے راستوں کو چھوڑ کر دوسری طرف پہنچتے ہیں۔ اس میں کتنی شدت ہے۔ سورۃ الاحزاب آیت نمبر 45اور 46میں آئے گا:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿٤٥﴾ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا ﴿٤٦﴾

اے پیغمبر ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، اور خدا کی

طرف بلانے والا اور چراغ روشن۔ اللہ کے نبی کی پہلی صفت گواہ، کبھی ایک لمحے کے لیے بھی ہمیں احساس ہوا کہ میرے خلاف اللہ کے نبی نے گواہی دینی ہے۔ یا میرے حق میں دینی ہے۔ قیامت کے دن اس امت کا ایک ایک بندہ یا تو اللہ کے نبی کی گواہی اُس کے حق میں یا اُس کے خلاف کے اثر میں ہو گا۔

ہم تو نبیؐ کی شفاعت کے منتظر ہوں گے، لیکن نبیؐ تو شکایت لگائیں گے سورہ فرقان میں پڑھیں گے اِنَّ قَوۡمِی اتَّخَذُوۡا ھٰذَا نبیؐ کہیں گے کہ میری یہ وہ اُمت ہے جس نے قرآن کو چھوڑا ہوا تھا۔ تو فکر کرنے کی ضرورت ہے، خوشخبری دینے والے اور خبر دار کرنے والے بنا کر بھیجے گئے اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے اور روشن چراغ بنا کر بھیجا۔ کیسی خوبیاں تھیں ہمارے نبیؐ کی اور آج ہم نے اپنی زندگی کہاں کھپا دی۔

سوچنے کی بات ہے کہ کیا آج ہم بھی اس گواہی میں شامل ہیں۔ کسی نیکی پر انسان مان نہیں کرتا سوائے اس ایک نیکی کے کہ کل قیامت کے دن اللہ کو جا کر یہ کہہ دیں گے کہ اللہ تڑپ سچی تھی، یہ فکر تھی کہ جو کام نبیوں نے کیا وہ ہم سے کروا لے۔ ہوا یا نہیں ہوا، یا کوئی کمی بیشی رہی ہے تو پتہ نہیں لیکن یہ پتہ ہے کہ اس سوچ میں بڑے سچے تھے کہ اس بکھری ہوئی امت کو ہم ایک قوم بنا سکیں۔

سورہ مزمل میں یہ آیت ہم پڑھیں گے اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَیۡکُمۡ رَسُوۡلًا ۬ۙ شَاہِدًا عَلَیۡکُمۡ کَمَاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلًا ﴿۱۵﴾ اے اہل مکہ) جس طرح ہم نے فرعون کے پاس (موسیٰ کو) پیغمبر (بنا کر) بھیجا تھا (اسی طرح) تمہارے پاس بھی (محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم) رسول بھیجے ہیں جو تمہارے مقابلے میں گواہ ہوں گے اور عَلَیۡکُمۡ تمہارے خلاف گواہی دے گا۔ پھر آپ کو گواہ بنا کر کھڑا کیا جائے گا۔ آپ تصور کریں کہ

آپ اکیلی ہیں۔ آپ عدالت میں مجرم کے کٹہرے میں کھڑی ہیں۔ اللہ کی ذات آپ کا حساب لے رہی ہے اور اس وقت آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کے کٹہرے میں دیکھتے ہیں اور اس کے بعد اللہ کے نبیؐ آتے ہیں اور آپ کے خلاف کہتے ہیں اللہ میں کیا کروں، یہ لڑکی میری اُمت کی تھی لیکن اس کی عقل ٹھکانے نہیں تھی۔ آپ اُس وقت کیا کریں گے؟

اگر باپ گھر میں کسی وقت بولیں تو جوان بچیوں کو بڑا بُرا لگتا ہے کہ کسی کے سامنے ابو نے یہ کیوں کہا۔ قیامت کے دن کیا ہو گا جب اللہ کے نبیؐ کے سامنے ہمارا اعمال نامہ ہو گا۔ علامہ اقبال کو یہی فکر تھی۔ ان کے فارسی کے شعر تھے۔ کہ اے اللہ تو غنی ہے، تو قیامت کے دن میرا حساب نہ لینا لیکن اگر میرا حساب لیے بغیر گزر نہ ہو تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا نامہ اعمال چھپا لینا، مجھے ان کے سامنے رسوا نہ کرنا۔ ہم نے تو کبھی اللہ کے نبی کے بارے میں ایسا سوچا بھی نہیں ہے۔ اس چیز کی فکر کریں۔ جن سے محبت ہوتی ہے انسان کبھی ان کے سامنے رسوا نہیں ہونا چاہتا۔ جب ہم اللہ کے نبی کے سامنے رسوا ہوں گے تو کیا اس وقت صرف اللہ کے نبی دیکھ رہے ہوں گے، نہیں بلکہ اس وقت سب بڑے بڑے دیکھ رہے ہوں گے کہ ہم بہت بڑے بنتے تھے۔

لیکن اصل بات یہ ہے کہ ہمیں اس کی فکر بہت کم ہے۔ دنیا والوں کے سامنے تو ہم دوپٹہ نہیں لیتے کہتے ہیں کہ پینڈو لگیں گے اگر ہم ایئرپورٹ پر جا رہے ہیں تو پاکستانی کپڑوں میں کیسے جائیں۔ ہمیں دوسروں کی نظروں میں بڑا بننے کا کتنا غم ہے، جب اللہ کے نبیؐ کے سامنے ہمارا معاملہ پیش کیا جائے گا تو کیا دل نہیں چاہے گا کہ زمین پھٹے اور ہم اس میں سما جائیں۔ پھر اس وقت افسوس ہو گا کہ ہائے اللہ کے نبی ہمارے خلاف آ گئے۔ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ہم آپکو ان کے خلاف گواہ بنائیں گے۔

سورۃ النساء آیت نمبر 41 میں تھا فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَاۤءِ شَهِيْدًاؕ ﴿۴۱﴾ بھلا اس دن کا کیا حال ہو گا جب ہم ہر امت میں سے احوال بتانے والے کو بلائیں گے اور تم کو ان لوگوں کا حال (بتانے کو) گواہ طلب کریں گے۔ اور قریش مکہ کا کیا حال ہو گا رشتے دار اپنے پیارے سب کے خلاف قیامت کے دن حجتیں ہوں گی کہ اللہ میں نے تو ان کو پیغام دیا تھا لیکن انہوں نے میری بات ہی نہیں مانی۔ 13 سال تک انہوں نے میری پکار کو کوئی اہمیت نہ دی، میرے پیغام کو نہ مانا۔ پوری دنیا تک آج یہ پیغام اس امت کے ذریعے پہنچنا تھا جو امت سوئی ہوئی ہے۔ فرائض میں کوتاہی، غفلت، تو آج پھر اگر اس کی سزا چند لوگوں کو بھگتنی پڑتی ہے تو ہم چیختے ہیں۔ مسلمان ہونا کوئی چھوٹی ذمہ داری نہیں ہے۔ کتاب کا پھندا آیا تو اس کو اتار کر پھینک دیں۔ پھر جو سب کرتے ہیں وہ کر لو، اگر ہمارا لائف سٹائل بھی وہی ہے جو غیروں کا ہے، اگر آج ہمیں بھی صرف وہی غم ہے جو کافر کو ہے، کافر کا غم روٹی کپڑا اور کھانا ہے، اسی کے لئے سارا ویسٹ گھوم رہا ہے۔ آپ جاب کرتے ہیں تا کہ کیریئر بنا لیں۔

جو کافر کا غم ہے، وہی مسلمان کا غم ہے تو کافر اور مسلمان میں کیا فرق رہ گیا۔ کیا اللہ ایسے مسلمانوں کی نبیؐ کے ذریعے سفارش کروائے گا۔ آج امت فرائض کی کوتاہی کے جرم میں ملوث ہے۔ آج بھی ہماری غفلت دیکھیں کہ فجر میں مسجد میں صرف بیس پچیس لوگ ہوتے ہیں۔ ہماری راتیں جاگتی ہیں اور دن سوتے ہیں۔ ہماری دعوتیں اور ہمارے کھانے اور ہماری پکنک تو دیکھیں۔ آج امت نے خود اسلام پہ نہ رہ کر اس دنیا کو بہت بڑی سزا دی ہے۔ اللہ تعالی نے امت مسلمہ کو پرکھنے کے لئے قبلہ

تبدیل کروا دیا تھا کہ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۔ آج فتنے، چھوٹی چھوٹی باتوں پہ جھگڑے ہیں۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ، گواہی کے ذکر کے ساتھ ہی قرآن کا ذکر ہے۔ اس آیت میں چار خوبیاں ہیں، کہ اے نبی ہم نے آپؐ پر یہ کتاب اتار دی وضاحت کرتی ہوئی ہر چیز کی اور ہدایت، رحمت اور بشارت بن کر آئی ہے مسلمانوں کے لئے۔ سارے مسائل کا حل قرآن، دنیا سے ظلم کا خاتمہ کرنے والی، قرآن میں بشارت ہے۔ یہ سب اس قرآن سے ملے گا جو ہم نے خود بھی نہیں پڑھی۔ کتنی سخت موت ہو گی انسان کی کہ موت آجائے اور اس نے اب تک اپنی کتاب بھی نہیں سمجھی۔ تو کتاب کی قدر کرنے کی ضرورت ہے تِبْيَانًا بیان کرنے والی، دنیا کا ہر مفہوم جو آپ کو زندگی میں چاہیے اللہ نے اس کتاب کے اندر رکھا ہوا ہے، شرط یہ ہے کہ کوئی پڑھنے والا ہو، کوئی پڑھانے والا ہو،، کوئی سمجھنے والا ہو۔ یہ کتاب انگلی پکڑ کر جینا سکھاتی ہے۔ ہمارے پاس وقت ہی نہیں ہے، کھاتے رہتے ہیں، پکاتے رہتے ہیں اور سوتے رہتے ہیں اور خرچ کرتے رہتے ہیں۔ پوری امت کو دیکھیں تو یہی چار پانچ کام ہیں۔

ہماری امت کا تو آج حال یہ ہے کہ تو اگر میرا نہیں بنتا، نہ بن، اپنا تو بن۔ ہم تو اپنے ساتھ بھی مخلص نہیں ہیں۔ اگر آپ اس درد کو دل میں نہیں لیں گے تو یہ آیات آپ کے اوپر سے گزر جائیں گی۔ یہ کتاب جو ہم پڑھ رہے ہیں یہ وہ کتاب ہے جس کی اللہ قسمیں کھا کھا کر کہتا ہے کہ لوگوں یہ کتاب عام کرو۔ اللہ تعالی نے تو ہمیں اس کتاب کے لئے چنا، ہماری اس کتاب کے لیے کیا قربانیاں ہونی چاہیں۔ ہمارا ذوق، ہمارا شوق ہمارے چہروں سے نور ٹپکے کہ اس کتاب نے ہمیں جینا سکھا دیا ہے۔ اس کتاب

نے ہماری راتوں کی نیندیں اڑائی ہوئی ہے۔ اللہ کے نبیؐ کی آنکھوں میں آنسو کیوں آئے تھے ابن مسعود کی باتیں سن کر کہ آپ کو پتہ تھا کہ یہ کلام بہت بھاری ہے۔ یہ اتنی بڑی ذمہ داری ہے کہ قیامت کے دن اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بوجھ سے کانپ رہے ہوں گے، کہ اللہ نے پوچھنا ہے سناؤ امت کا حال کیا تھا۔ پھر وہ نعتیں، شعر اور وہ ساری باتیں کام نہیں دیں گی۔

دعا کیجئے کہ اللہ تعالی ہمیں اس کی تڑپ دے دے۔ اس کے ساتھ جتنا جڑیں گے اتنی ہی زندگی خوبصورت ہوگی۔ اس کے بغیر زندگی بے روح ہے۔ جب تک یہ کتاب زندگی میں نہیں آتی، کچھ بھی نہیں ملتا۔ جنہوں نے نہیں چکھی ان کو کیا پتا، ہم تو چکھ چکے ہیں اور یاد رکھیں کہ جس کے اپنے دل میں یہ کتاب اترتی ہے پھر وہ دوسروں کو بتانے کے لئے بھی بے چین ہوتا ہے اور پھر اللہ ضرور اس کی بات میں اثر ڈالتا ہے۔ اگر میرے کہنے پہ کوئی نہیں آتا، میری کوئی بات نہیں مانتا تو مجھے ہی اپنے آپ کو چیک کرنا ہے۔ دوسروں کو برا نہیں کہنا، میرے اندر ابھی وہ تڑپ موجود نہیں ہے کہ جو دوسروں کے دلوں کو ہلا دے۔